شریعتِ اسلامیہ میں سوءِ نیّت کا تصوّر اور اس کا مغربی قانونی فکر سے موازنہ

* محی الدین ہاشمی

Abstract

Islamic shari'ah, unlike man-made laws, not only organizes exterior human actions but also observes human intentions and interior motives working behind his actions. The Holy Quran says "Whether you show what is within yourselves or conceal it, Allah will bring you to account for it." (Al-Baqarah; 284) while the prophet (PBUH) said: "Actions depend on intentions." Muslim Jurists derived several legal maxims and other Shari'ah injunctions based on this principle which is reflected in matters of ibadaat, killing of human beings, divorce, business transactions etc.

In western legal thought, malafide and malice usually been considered as synonym to bad intention and all actions done with an evil disposition or unlawful motive with an intention to cause injury to others, without a lawful excuse, are characterized as malicious. The concept of bad intention in Islam has a wide spectrum covering the concept of Ihtiayal which means an action which is apparently lawful but, in spirit, it is against the objective of Shari'ah. So human actions as well as human intentions are accountable in the court of law & also in the hereafter. The terms "Qadha'n" and "Diyanatan" are used in Islamic law to describe the comprehensiveness of the concept of bad intention which shows the unique nature of the concept.

اسلامی شریعت وضعی قوانین کی طرح صرف انسان کے خارجی عمل کی تنظیم نہیں کرتی بلکہ انسان کا اپنے رب اور اپنے ضمیر سے رشتہ بھی استوار کرتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد کہ:

”امرت ان أحكم بالظاهر والله يتولى السرائر“ (1)

---

*اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ فکرِ اسلامی، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

’’مجھے ظاہر کے مطابق فیصلہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے جب کہ دل کے بھیدوں کا ذمہ دار اللہ تعالیٰ ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ بندوں کو نیّتوں کی درستگی کی اہمیت بتاتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’وَإِن تُبْدُواْ مَا فِي أَنفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُم بِهِ اللّهُ‘‘(2)

’’اور وہ باتیں جو تمہارے دلوں میں ہیں خواہ انہیں ظاہر کرو یا انہیں چھپاؤ اللہ تم سے اس کا حساب لے گا۔‘‘

ایسے تمام تصرّفات جو شریعت میں اصلاً جائز ہیں، ان میں ارادے، نیّت اور محرّک کا شریعت کی روح سے ہم آہنگ ہونا بھی ضروری ہے۔ فقہاء کا اس امر پر اجماع ہے کہ شارع کے مقصد کی مخالفت بہر طور باطل ہے اور صحیح نیّت ہی اعمال کی درستی کا معیار ہے۔ شاطبی فرماتے ہیں:

شارع کا مقصود یہ ہے کہ مکلّف کا عمل شارع کے مقصدِ تشریع سے ہم آہنگ ہو۔ جس شخص نے شرعی احکام پر عمل کرتے ہوئے مقصدِ شریعت کے علاوہ کا ارادہ کیا اس نے شریعت کی مخالفت کی۔ لہٰذا جس شخص نے تکالیفِ شرعیہ (شرعی احکام) سے ایسی چیز کی جستجو کی جس کے لیے احکامِ شرعیہ نہیں بنائے گئے تو اس کا عمل باطل ہے۔(3)

شریعت میں نیّت کے بغیر نہ تو اعمال معتبر ہوتے ہیں اور نہ ان پر ثواب ملتا ہے۔ حضرت عمر ? سے مروی مشہور حدیث ہے :

’’إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ‘‘(4)

’’اعمال کا دارومدار نیّتوں پر ہے۔‘‘

اسلام کے بیشتر احکام کا دارومدار اس حدیث پر ہے۔

امام ابوداؤد کہتے ہیں : میں نے تلاش کیا کہ مسند احادیث کتنی ہیں تو ان کی تعداد چار ہزار نکلی، پھر میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ ان چار ہزار احادیث کی بنیاد چار احادیث پر ہے ---ان میں سے ایک حضرت عمرؓ کی (مذکورہ بالا) حدیث ہے۔ ان میں سے ہر حدیث چوتھائی علم ہے۔(5)

نیّت کا مفہوم:

لغت میں نیّت کسی چیز کے قصد، ارادے اور اس کے بارے میں دل کے عزم کا نام ہے۔(6)

شریعت میں کسی کام کو کرنے کے پختہ ارادے کو نیّت کہتے ہیں۔ قرافی کے بقول:

’’هى قصد الإنسان بقلبه ما يريده بفعله‘‘ (7)

’’انسان جس فعل کا ارادہ کرتا ہے اس کا اپنے دل سے قصد کرنا نیّت ہے۔‘‘

جو کام کسی عاقل، بیدار، بااختیار شخص سے سرزد ہو وہ نیّت کے بغیر نہیں ہوتا، خواہ اس کام کا تعلق عبادت سے ہو یا عادت سے۔ جو کام نیّت سے خالی ہو وہ بے اثر ہوتا ہے۔ اور اس کے ساتھ کوئی شرعی حکم متعلق نہیں ہوتا مثلاً کوئی شخص بھول کر یا غلطی سے کام کرے، یا اس سے کوئی کام زبردستی کرایا جائے، یا دیوانہ کوئی کام کرے تو وہ بے اثر ہوگا اور اس کے ساتھ کوئی شرعی حکم متعلق نہیں ہوگا اس لیے کہ اس میں نیّت، قصد اور ارادہ شامل نہیں ہوتا۔

ابن نجیم اور سیوطی نے نیّت کا مقصد مکمل وضاحت قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ: نیّت کا مقصد عبادات کو عادات سے ممیّز کرنا اور مختلف عبادتوں کی باہمی درجہ بندی کرنا ہے، مثلاً وضو اور غسل کو صفائی، ٹھنڈک اور عبادت تینوں مقاصد کے لیے کیا جاتا ہے، کھانے پینے سے اجتناب کبھی علاج کی غرض سے ہوتا ہے، کبھی پرہیز کے خیال سے، اور کبھی ضرورت نہ ہونے کے باعث، اسی طرح آدمی اپنا مال کبھی کسی دنیوی غرض سے ہبہ کرتا ہے اور کبھی ثواب کی نیّت سے (زکوٰۃ، صدقہ اور کفارہ دیتا ہے)، جانور کبھی کھانے کے لیے ذبح کیا جاتا ہے جو مباح یا مستحب ہے، اور کبھی قربانی کے لیے جو عبادت ہے اور کبھی کسی حاکم کی (بغرض رشوت) دعوت پر جو کہ حرام ہے، پس نیّت عبادت اور غیر عبادت میں امتیاز کے لیے مشروع ہوئی ہے۔(8)

نیّت سے متعلق قواعدِ شرعیہ:

فقہاء نے حضرت عمرؓ سے مروی حدیث ''إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ''(9) سے تین قواعدِ کلیہ نکالے ہیں جن پر مذاہب اربعہ کے اصول قائم ہیں اور ان سے فروعی احکام کا استنباط کیا گیا ہے۔(10) یہ قواعد کلیہ درج ذیل ہیں:

''لَا ثَوَابَ إِلَّا بِالنِّيَّةِ''(11) ''نیّت کے بغیر ثواب نہیں ملتا''

''الْأُمُورُ بِمَقَاصِدِهَا''(12) ''تمام امور اپنے مقاصد سے وابستہ ہوتے ہیں''

''الْعِبْرَةُ فِي الْعُقُودِ لِلْمَقَاصِدِ وَالْمَعَانِيْ لَا لِلْأَلْفَاظِ وَالْمَبَانِيْ''(13) ''معاہدات میں مقاصد اور اساس کا اعتبار ہوتا ہے، الفاظ و بیان کا نہیں''

قاعدہ الامور بمقاصدہا (جس کی تفصیل باب چہارم میں آئے گی) کی رو سے انسان کے تمام قولی اور فعلی اعمال و تصرّفات جو شرعی احکام کے تحت آتے ہیں، ان کے نتائج کا فیصلہ ان مقاصد کے پیشِ نظر کیا جائے گا جن کی فاعل نے نیّت کی تھی، ظاہری قول و فعل کی بنیاد پر فیصلہ نہیں ہوگا۔(14)

اس قاعدے سے متعلق چند مثالیں حسبِ ذیل ہیں:

قتل کا حکم اختلافِ نیّت کے سبب مختلف ہو جاتا ہے۔ دانستہ قتل پر قصاص واجب ہے، اور اگر غلطی سے

قتل کا ارتکاب ہوا تو اس پر دیّت ہے۔ جس نے اخلاص سے اللہ کے لیے نماز پڑھی، اس کی نماز قبول ہوگی اور اسے ثواب ملے گا اور جس نے دکھاوے کے لیے پڑھی، وہ رد کردی جائے گی۔

جس نے کسی گری پڑی چیز کو قبضہ کرنے کی نیّت سے اٹھایا، اسے گناہ ہوگا وہ غاصب اور اس کا ضامن قرار پائے گا، اور اگر اس نے اسے اس خیال سے اٹھایا کہ اسے حفاظت سے مالک تک پہنچائے گا تو ایسا کرنا جائز ہے، اور وہ امین سمجھا جائے گا۔ اگر حفاظت میں کوتاہی کے بغیر وہ چیز اس سے ضائع ہوگئی تو اس پر تاوان نہیں آئے گا۔

اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا: اپنے خاندان والوں کے پاس چلی جاؤ۔ اگر اس نے طلاق کی نیّت کی تو طلاق ہوجائے گی وگرنہ نہیں۔

حنفیہ کے نزدیک اگر کوئی شخص شراب بنانے والے کے ہاتھ محض تجارت کی نیّت سے انگور بیچتا ہے تو جائز ہے،(15) اور اگر شراب بنانے کے لیے بیچتا ہے تو حرام ہے۔(16) اسی طرح انگوروں کی کاشت اگر تجارت کے لیے یا کھانے کے لیے ہو تو جائز ہے اور اگر شراب بنانے کے لیے ہو تو حرام ہے۔ ایک ہی عمل ایک نیّت سے عبادت بن جاتا ہے جب کہ وہی عمل دوسری نیّت کرنے سے عبادت نہیں رہتا، بلکہ بعض اوقات تو ایک ہی عمل ایک نیّت سے ایمان اور دوسری نیّت سے کفر ہوجاتا ہے، مثلاً سجدہ اگر ذات باری تعالیٰ کے لیے کیا جائے تو ایمان اور اگر بُت کے لیے کیا جائے تو کفر اور شرک بن جاتا ہے۔

فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ محض دوسرے کو نقصان پہنچانے کے ارادے سے اپنے حق کا استعمال درست نہیں مثلاً بیوی کو میراث سے محروم کرنے کے لیے مرض الموت میں طلاق دینا۔ اگر کافر کسی مسلمان کو ڈھال بنا لے اور کوئی مسلمان اسے تیر مار دے تو اس کی نیّت کا اعتبار کیا جائے گا۔ اگر اس نے مسلمان کو قتل کرنے کی نیّت کی تھی تو حرام اور اگر کافر کو قتل کرنے کی نیّت کی تھی تو حرام نہیں ہوگا۔

مشہور قاعدے **''العبرۃ فی العقود للمقاصد والمعانی لاللالفاظ والمبانی''** ''عقود میں مقاصد و معانی کا اعتبار ہوتا ہے، الفاظ اور کلموں کا نہیں'' کی تشریح کرتے ہوئے شیخ احمد الزرقا نے لکھا ہے:

اس قاعدہ کے تحت وہ مقاصد شامل ہیں جن کی تعیین عقد میں موجود لفظی قرائن سے ہوتی ہے گویا یہ عقد کے اندر ایک دوسرا عقد ہوتا ہے۔ نیز اس میں وہ مقاصد بھی شامل ہیں جن کی تعیین عرفی قرائن سے ہوتی ہے۔ لوگوں کی بول چال میں جو عرف رائج ہوتے ہیں ان کا بھی عقود کی حد بندی میں دخل ہوتا ہے۔ یہ قاعدہ بہت سے معاملات میں جاری ہوتا ہے مثلاً بیع الوفاء میں، کفالت و حوالہ میں، بیع و ہبہ اور ہبہ و اجارہ میں، اقالہ، تقسیم، مضاربت، صلح،

وصی (17) بنانے اور وکالت میں، عاریت اور قرض میں، اجارہ واقالہ اور بائع مشتری کے علاوہ کسی کے حق میں بیع ہونے میں، شفعہ اور بیع میں، اقرار میں، اور ان کے علاوہ دوسرے بہت سے ابواب میں بھی یہ قاعدہ جاری ہوتا ہے۔ (18)

معاہدات اور معاملات میں نیّت:

ایسے معاہدات اور معاملات سے متعلق جہاں شریعت نے نیّت کا حکم نہیں دیا، فقہاء نے دو نقطہ ہائے نظر یا ت رجحانات اختیار کیے ہیں۔ ایک رجحان اخلاقی اور باطنی ہے جو عمل کو نیّت اور محرّک سے وابستہ کرتا ہے۔ یہ رجحان حنبلی اور مالکی فقہاء کے یہاں زیادہ نمایاں نظر آتا ہے۔ دوسرا رجحان خارجی اور شکلی ہے جو عمل کے محرّک اور نیّت پر زیادہ زور نہیں دیتا بلکہ اس کی ظاہری صورت پر اکتفا کرتا ہے۔ یہ فقہ حنفی کا رجحان ہے۔

معاہدات کو باقی رکھنے اور انہیں تحفظ واستحکام فراہم کرنے کے لیے احناف معاہدے کے پسِ منظر میں کارفرما محرّکات کو زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔ البتہ ایسے باطنی محرّکات جو دلائل سے قابلِ ثبوت ہوں انھیں فقہِ حنفی میں بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ اصل محرّکات یا اسباب چونکہ مختلف اشخاص کے اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں جو ذاتی اور داخلی ہوتے ہیں، اس لیے ان کے نزدیک اگر ان کا اعتبار کیا جائے تو معاہدات کو استحکام ملنا مشکل ہے۔ مثال کے طور پر کوئی شخص لہو ولعب یا دیگر گناہ کے کاموں کے لیے کوئی مکان کرائے پر لیتا ہے اور معاہدے میں صراحتاً اس امر کا ذکر نہیں کرتا کہ وہ یہاں ناجائز کام کرے گا تو معاہدہ درست ہے، کیوں کہ معاہدے کے بنیادی ارکان یعنی ایجاب (Offer) قبول (Acceptance) اور اس جگہ کا معاہدے کے قابل ہونا موجود ہیں۔ چنانچہ اس میں نیّت یا غیر شرعی ارادے کا کھوج لگانے کی ضرورت نہیں۔ البتہ اگر صراحت سے محرّک یا سبب کو ذکر کر دیا جائے یا قرائن سے اس کا علم ہو جائے تو اس کا معاہدے پر ضرور اثر پڑتا ہے۔

مثال کے طور پر حنفیہ کے ہاں قصاص قاتل کے قتل کے اردہ پر موقوف ہے لیکن جب قصد کوئی باطنی امر ہو تو آلہ اس کے قائم مقام ہوگا۔ اگر قتل کے لیے ایسا آلہ استعمال کیا جس سے بالعموم اعضا الگ الگ ہو جاتے ہیں تو اسے قتلِ عمد سمجھا جائے گا اور اس پر قصاص واجب ہوگا۔ اور اگر کسی ایسی چیز سے قتل کیا جس سے اعضاء عام طور پر الگ نہیں ہوتے، لیکن اکثر حالات میں قتل واقع ہو جاتا ہے تو وہ شبہِ عمد ہے، جس میں امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قصاص نہیں ہے۔ (19)

ان دونوں رجحانات کا اختلاف زیادہ نمایاں شکل میں فقہی حیلوں کے مسئلے میں سامنے آتا ہے۔ حنابلہ اور مالکیہ نے حیلوں کو مسترد کر دیا ہے جب کہ فقہِ حنفی اور فقہِ شافعیؒ میں بعض حیلوں کا اعتبار کیا گیا ہے اور ظاہر پر اکتفا

کرنے اور پوشیدہ نیّتوں کو اللہ کے حوالے کرنے کے اصول پر عمل کرتے ہوئے ان مسائل پر شرعی احکام مرتب کیے ہیں۔

حنفیہ اور شافعیّہ کی رائے یہ ہے کہ اگر چہ ایسے معاہدے بظاہر درست ہیں، لیکن مقتضاءِ شرع کے برخلاف ہونے اور گناہ کی نیّت کے سبب حنفیہ کے نزدیک مکروہ تحریمی اور شافعیّہ کے نزدیک حرام ہیں۔ اس نوعیت کے معاہدوں کی چند مثالیں حسبِ ذیل ہیں:

بیع عینہ (ایسی خرید وفروخت جو سود کا ذریعہ بنے) (20)

شراب کشید کرنے والے کو انگور فروخت کرنا یا داخلی بدامنی کے وقت اسلحہ فروخت کرنا(21) نکاح حلالہ(22)

دوسرا نقطۂ نظر مالکیہ، حنابلہ، ظاہریہ اور شیعہ کا ہے۔ (23) جو معاہدات میں بھی نیّت، ارادے اور محرّک کا اعتبار کرتے ہیں اور غیر شرعی محرّک کے باعث معاہدے کو باطل قرار دیتے ہیں تاہم شرط یہ ہے کہ دوسرے فریق کو غیر شرعی محرّک کا علم ہو، یا حالات اور قرائن کے ذریعے اس کے لیے غیر شرعی محرّک کا علم حاصل کرنا ممکن ہو، مثلاً سرکاری حکام اور ملازمین کو ہدیہ دیا جارہا ہو تو اسے رشوت سمجھتے ہوئے سرکاری خزانے میں جمع کرایا جائے گا۔ اگر عورت اپنا مہر معاف کردیتی ہے تو اس کی نیّت یہ ہوتی ہے کہ یہ شادی ہمیشہ باقی رہے۔ اگر مرد اس کے بعد طلاق دے دیتا ہے تو عورت کو مہر کے مطالبے کا حق حاصل ہو جاتا ہے۔(24) یہ نقطۂ نظر نظریۂ سبب یا باطنی ارادے کا نظریہ کہلاتا ہے جو تقریباً وہی نقطۂ نظر ہے جو لاطینی قانون میں موجود ہے۔(جسے Mala fide کہا جاتا ہے) اس نقطۂ نظر کی رو سے ادبی، اخلاقی اور دینی عوامل اور محرّکات کو پیشِ نظر رکھا جاتا ہے۔ اگر محرّک درست ہو تو معاہدے کو درست قرار دیا جاتا ہے، بصورتِ دیگر معاہدہ ناجائز اور باطل سمجھا جاتا ہے۔

مالکیہ نے اس نظریہ کا اطلاق کرتے ہوئے کہا ہے کہ گرجے کی تعمیر کے لیے زمین فروخت کرنا، صلیب بنانے کے لیے لکڑی بیچنا، گویّا (گانے بجانے والا) بنانے کے لیے غلام خریدنا، ایسی کتابیں خریدنا جن میں نوحے لکھے ہوئے ہوں اور ریشم پہننے والے مرد کے پاس ریشم فروخت کرنا ناجائز ہے۔(25)

اسلامی تعلیمات کی رو سے انسانی عمل کا دارومدار اس کی نیت پر ہوتا ہے اور بدنیتی پر مبنی فعل، چاہے وہ ظاہراً کتنا ہی خوش نما اور قانون کی ظاہری پیری میں ہو، قابلِ قبول نہیں ہوتا۔ علاوہ ازیں وہ تمام تر غیر شرعی حیلے جو بدنیتی پر مبنی ہوں ان کا موازنہ Mala fides سے کیا جاسکتا ہے۔ تفصیل حسبِ ذیل ہے:

سوءِ نیّت کا حیلہ کے تصوّر سے تعلق:

حیلہ احتیال سے اسم ہے۔ احتیال کسی چیز کے حیلے کے ساتھ مطالبہ کرنے کو کہتے ہیں۔ (26) امام

شاطبی حیلہ کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ ایسے عمل کے طور پر مشہور ہے جو ظاہری طور پر جائز ہوتا ہے تاہم اس کا مقصد کسی شرعی حکم کو باطل کرنا ہوتا ہے۔یعنی بجائے ظاہر کے پسِ منظر میں کوئی کام اس کا مقصد ہوتا ہے جو شرعی قواعد اور منشاءِ شریعت کے برخلاف ہوتا ہے، جیسے کوئی شخص سال کے آخر میں زکوٰۃ سے بچنے کی نیّت سے اپنا مال کسی کو ہبہ کردے۔ ہبہ کی اگرچہ اصلاً جائز اور مستحسن ہے تاہم جب ہبہ کا مال زکوٰۃ کی ادائیگی سے روکنے والا بن جائے تو یہ ہبہ دینے کے حق کا ناجائز استعمال ہے۔کیونکہ یہ ایک شرعی حکم کو باطل کرنے کے لیے استعمال ہوا ہے۔(27)

ابن القیّم حیلوں کی اقسام بتاتے ہوئے کہتے ہیں(28):

1۔ حیلے کی پہلی قسم یہ ہے کہ اسے کسی ایسے مقصد، جو اصلاً حرام ہو، تک رسائی کی خاطر خفیہ طریقہ سے اختیار کیا جائے۔چنانچہ جب مقصود بہ فی نفسہ حرام ہے تو ایسا طریقہ یا حیلہ بھی حرام قرار پائے گا۔اس امر پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔یہ قسم تین انواع پر مشتمل ہے:

الف۔ خود حیلہ بھی حرام ہو اور اس کے ذریعے حاصل ہونے والا مقصد بھی حرام ہو۔

ب۔ حیلہ فی نفسہ تو مباح ہو لیکن اس سے کسی حرام کا قصد کیا گیا ہو۔قصدِ حرام کی وجہ سے وہ حیلہ بھی حرام ہو جاتا ہے جیسے حرام کے وسائل حرام ہی ہوتے ہیں۔مثال کے طور پر ڈاکہ کی نیّت سے یا کسی کو ناحق قتل کرنے کی نیّت سے سفر کیا جائے۔سفر اگرچہ سفر مباح کام ہے مگر اس کی حرمت کی وجہ یہ ہے کہ اس میں باطل اور حرام کا قصد کیا گیا ہے اور سفر اس حرام عمل تک پہنچانے والا ہے۔

ج۔ حیلہ فی نفسہ جائز ہو اور حرام تک پہنچانے والا بھی نہ ہو جیسے اقرار، بیع، نکاح اور ہبہ وغیرہ لیکن حیلہ کرنے والا اسے حرام مقصد تک پہنچانے کے لیے بطور سیڑھی کے استعمال کرے۔

2۔ حیلوں کی دوسری قسم یہ ہے کہ ان کے ذریعے کسی حق کا حصول یا کسی مفسدہ کا دفع کرنا مقصود ہو۔اس قسم کی بھی تین انواع ہیں۔

الف۔ وہ حیلہ فی نفسہ حرام ہو مگر اس سے جو امر مقصود ہو وہ برحق ہو جیسے کسی آدمی کا دوسرے کے ذمے کوئی حق ہو جس سے وہ انکار کرتا ہو اور صاحبِ حق کے پاس اس کا کوئی ثبوت نہ ہو تو وہ دو جھوٹے گواہ پیش کرے جنہیں اس حق کا علم نہ ہو تو یہ عمل اگرچہ گناہ کا ہے مگر اس سے مقصود اپنے حق کی وصولی ہے۔

ب۔ وہ امر خود بھی مشروع ہو اور اس کا حاصل اور نتیجہ بھی مشروع ہو۔اس سے مراد ایسے اسباب ہیں جنہیں شارع نے ان کے مسبّبات تک پہنچانے کے لیے بنایا ہے جیسے بیع اور اجارہ وغیرہ۔نیز اس قسم میں وہ حیلہ بھی داخل

ہے جو جلبِ منفعت یا دفعِ مضرت کے لیے ہو۔حیلوں کی یہ قسم سلف صالحین کے ہاں قابلِ مذمت نہیں۔

ج۔ اپنے حق تک رسائی کے لیے یا ظلم کو دور کرنے کے لیے ایسا حیلہ اختیار کیا جائے جو طریقہ اس مقصد کے لیے وضع نہ کیا گیا ہو تاہم اسے صحیح مقصد تک پہنچنے کے لیے استعمال کیا جائے۔

سوءِ نیت پر مبنی حیلوں کی حرمت:

علماء نے حیلوں کی حرمت پر جن دلائل سے استدلال کیا ہے ان میں سے کچھ ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

1- قرآنِ حکیم میں ارشاد ہے:

"وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدَوْا مِنكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِلْمُتَّقِينَ" (29)

"اور تم ان لوگوں کو خوب جانتے ہوں، جو تم میں سے ہفتے کے دن (مچھلی کا شکار کرنے) میں حد سے تجاوز کر گئے تھے، تو ہم نے ان سے کہا کہ ذلیل وخوار بندر ہو جاؤ۔اور اس قصے کو اس وقت کے لوگوں کے لیے اور جو ان کے بعد آنے والے تھے عبرت اور پرہیزگاروں کے لیے نصیحت بنا دیا۔"

یہ آیت یہود کے ایک گروہ سے متعلق ہے جنہیں اللہ نے ایسے آزمایا کہ ان پر ہفتے والے دن میں شکار کو حرام کیا جب کہ ہفتے والے دن ہی باقی دنوں کی نسبت مچھلی کی کثرت ہوتی تھی۔انھوں نے ہفتے والے دن سمندر کے کنارے گڑھے کھود کر مچھلیوں کو روک کر رکھنا اور اتوار والے دن نکال کر کھانا شروع کر دیا تو اللہ نے ان کی شکلیں مسخ کر کے بندر اور خنزیر کی بنا دیں۔(30)

2۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"إِنَّا بَلَوْنَاهُمْ كَمَا بَلَوْنَا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ إِذْ أَقْسَمُوا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِينَ وَلَا يَسْتَثْنُونَ فَطَافَ عَلَيْهَا طَائِفٌ مِنْ رَبِّكَ وَهُمْ نَائِمُونَ فَأَصْبَحَتْ كَالصَّرِيمِ" (31)

"ہم نے ان لوگوں کی اسی طرح آزمائش کی ہے جس طرح باغ والوں کی آزمائش کی تھی۔جب انہوں نے قسمیں کھا کھا کر کہا کہ صبح ہوتے ہوتے ہم اس کا میوہ توڑ لیں گے۔اور ان شاءاللہ نہ کہا۔سو وہ ابھی سو ہی رہے تھے کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے (راتوں رات) اس پر ایک آفت پھر گئی۔ تو وہ ایسا ہو گیا جیسے کٹی ہوئی کھیتی۔"

ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ فقراء کی یہ عادات میں سے ہے کہ فصلوں کی کٹائی کے بعد انھیں جو کچھ گرا پڑا ملے

اسے اٹھا کر استعمال میں لاتے ہیں۔ باغ والوں نے اس بات پر اتفاق کر لیا کہ وہ رات کو کٹائی کریں گے تا کہ فقیر لوگ اس حق سے محروم رہیں جو اللہ نے ان پر فرض کیا ہے۔ اس پر اللہ نے ان کو سزا دی کہ ان کے اس حیلے کے باعث جس سے وہ مساکین کو مال میں سے ان کے حق سے محروم کرنا چاہتے تھے، ان کے باغات اور مال ضائع کر دیئے۔(32)

3- ناجائز حیلوں سے اللہ تعالیٰ نے بایں الفاظ بھی منع فرمایا ہے:

''وَلَا تَمۡنُنۡ تَسۡتَكۡثِرُ'' (33)

''اور (اس نیّت سے) احسان نہ کرو کہ اس سے زیادہ کے طالب ہو۔''

اس آیت کی تفسیر میں امام قرطبی فرماتے ہیں کہ کسی ایسے آدمی کو ہدیہ نہ دو کہ جس سے (بطورِ واپسی) زیادہ کی تلاش کرو۔ چنانچہ یہ آیت ایسے ہدیہ کی حرمت پر دال ہے جس کا مقصد زیادہ کی جستجو ہو۔ ایسے ہدیہ کو ہدیۂ ثواب بھی کہتے ہیں جو دراصل سود کا ایک حیلہ اور لوگوں کا مال ناحق طریقے سے کھانے کا طریقہ ہے جب کہ ایسا ہدیہ جائز اور مستحسن ہے جو تبرّع کے طور پر ہو۔(34)

حرام حیلوں کی بنیاد دھوکہ اور مقصدِ قانون کی خلاف ورزی پر استوار ہوتی ہے اور اس میں ایسے وسائل اختیار کیے جاتے ہیں جو حرام تک پہنچاتے ہیں۔ اس کی مثالوں میں سے ایک نکاحِ حلالہ ہے جس میں نکاح کرنے والا اس بات کا ارادہ نہیں کرتا کہ منکوحہ اس کی بیوی بنے اور نہ ہی وہ اس کا ارادہ کرتی ہے۔ اس طرح یہ شرعی لفظ کے ساتھ ایک غیر شرعی اور ایسے امر کا ارادہ ہوتا ہے جو احکامِ عقد سے خارج ہے۔(35) حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے مروی حدیث کی رو سے جب نبی ﷺ سے نکاحِ حلالہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''لا نِكَاحَ إِلا نِكَاحَ رَغْبَةٍ، لا نِكَاحَ دَلْسَةٍ، وَلا مستهزءٍ بِكِتَابِ اللَّهِ''(36)

''نکاح رغبت کے بغیر نہیں ہو سکتا اور نہ ہی دھوکے سے یا کتاب اللہ کا مذاق اڑا کر نکاح ہوتا ہے۔''

بدنیتی اور خلافِ شرع مقاصد پر مبنی حیلے نہ تو نبی اکرم ﷺ کے دور میں متعارف تھے اور نہ ہی عصرِ صحابہؓ میں۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ کہہ کر ایسے حیلوں کا دروازہ بند کر دیا تھا کہ:

''وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ''(37)

''دو الگ الگ اشیاء کو زکوٰۃ کے ڈر سے اکٹھا کرنا اور دو اکٹھی اشیاء کو الگ الگ کرنا درست نہیں۔''

ابن القیّم کہتے ہیں کہ مذکورہ حدیثِ نبوی ایسے حیلے کے حرام ہونے کے لیے نص ہے جس سے زکوٰۃ کی

کمی یا اس کے خاتمے کے لیے اختیار کیا جائے مثلاً کسی نے نصاب کا کچھ حصّہ سال پورا ہونے سے پہلے جمع یا تفریق کرتے ہوئے زکوٰۃ میں کمی یا اس کے خاتمے کی نیّت سے بیچ دیا تو اس سے زکوٰۃ ساقط نہ ہوگی۔(38)

نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ یہود کو ہلاک کرے اللہ نے جب اُن پر جانوروں کی چربی حرام کی تو اُنھوں نے اسے بیچنا شروع کر دیا(39) اور حیلہ یہ کیا کہ ہمیں تو اسے کھانے سے منع کیا گیا ہے، نہ کہ بیچ کر اس کی کمائی کھانے سے۔(40) اللہ نے یہود کے ان حیلوں کی مذمّت بیان کرتے ہوئے کہا:

''وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدَوْا مِنكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ''(41)

''اور تم ان لوگوں کو خوب جانتے ہوں، جو تم میں سے ہفتے کے دن (مچھلی کا شکار کرنے) میں حد سے تجاوز کر گئے تھے، تو ہم نے ان سے کہا کہ ذلیل وخوار بندر ہو جاؤ۔''

بنی اکرم ﷺ نے حیلوں کے ارتکاب سے بچنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

''لاَ تَرْتَكِبُوا مَا ارْتَكَبَتِ الْيَهُودُ فَتَسْتَحِلُّوا مَحَارِمَ اللَّهِ بِأَدْنَى الْحِيَلِ''(42)

''یہود کی طرح حیلے نہ اختیار کیا کرو کہ تم بھی ان کی طرح اللہ کی حرام کی ہوئی اشیاء کو گھٹیا حیلوں کے ساتھ حلال کرنے لگو۔''

حیلوں کی مثالیں:

فقہاء نے سوءِ نیت پر مبنی حیلوں کی بے شمار مثالیں بیان کی ہیں جن میں سے ذیل میں بطورِ نمونہ نکاحِ حلالہ کی مثال بیان کی جاتی ہے:

1۔ نکاحِ حلالہ:

نکاحِ حلالہ کے ضمن میں فقہاء نے حلالہ کی شرط اور حلالہ کے ارادے سے نکاح کرنے میں فرق کیا ہے۔

الف۔ حلالہ کی شرط سے نکاح کرنا:

کسی شخص نے ایسی عورت سے جسے تین طلاقیں ہو چکی تھیں اس شرط پر نکاح کیا کہ اس کے پہلے خاوند کے لیے وہ حلال ہو جائے تو جمہور کے ہاں یہ بات حرام ہے جب کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی اس حدیث کے مطابق مکروہ تحریمی ہے:

''لَعَنَ رَسُول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُحَلِّل وَالْمُحَلَّل لَهُ''(43)

''آپ ﷺ نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لیے حلالہ کیا جا رہا ہے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔''

نیز آپ ﷺ کا فرمان ہے:

''أَلاَ أُخْبِرُكُمْ بِالتَّيْسِ الْمُسْتَعَارِ ؟ قَالُوا :بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ .قَالَ:هُوَ الْمُحَلِّلُ .لَعَنَ اللَّهُ الْمُحَلِّلَ لَهُ''(44)

''کیا میں تمہیں کرائے پر لیے گئے سانڈ کے بارے میں نہ بتاؤں؟ صحابہؓ نے عرض کیا بتائیے یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ حلالہ کی شادی کرنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ نے حلالہ کرانے والے پر لعنت کی ہے۔''

حضرت عمرؓ کا قول ہے:

''لاَ أُوتَى بِمُحِلٍّ وَلاَ مُحَلَّلٍ لَهُ إِلَّا رَجَمْتُهُمَا''(45)

''اللہ کی قسم! اگر میرے پاس کوئی حلالہ کرنے یا جس کے لیے حلالہ کیا جارہا ہے آیا تو میں اُن دونوں کو سنگسار کروں گا۔''

مالکیہ، شافعیّہ، حنابلہ اور امام ابو یوسفؒ اس نکاح کے فساد کا فتویٰ دیتے ہیں، کیوں کہ حلالہ کی نیّت سے کیا جانے والا نکاح مؤقّت ہوتا ہے۔ جب کہ وقت مقرر کرنے کی شرط سے اُن کے ہاں نکاح فاسد ہوجاتا ہے۔

امام ابوحنیفہؒ اور امام زفرؒ کہتے ہیں کہ اگرچہ پہلے خاوند کے لیے اس عورت سے نکاح اس وقت جائز ہے جب دوسرا خاوند اسے طلاق دیدے، تاہم یہ بات دونوں کے لیے مکروہ ہے۔ چونکہ نکاح کا عموم جواز کا تقاضا کرتا ہے جس میں ایسی کوئی شرط نہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ یہ جائز نہیں ہے، لہٰذا ایسی شرط کے ساتھ نکاح صحیح ہوگا۔ (46) ارشادِ باری تعالیٰ اس کی تائید کرتا ہے:

''حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ''(47)

''جب تک عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کرلے اس (پہلے شوہر) پر حلال نہ ہوگی۔''

امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ دوسرا نکاح صحیح ہے۔ نکاح چونکہ ہمیشہ کے لیے عقد کا نام ہے اس لیے حلالہ کی شرط سے نکاح کا مطلب یہ ہے کہ جسے اللہ نے مؤخر کر رکھا ہے اسے کسی اور کے لیے حلال کرنے کی خاطر جلدی کرنا، چنانچہ یہ شرط باطل ہوجائے گی اور نکاح اپنی جگہ صحیح رہے گا اور اس سے مقصودِ غرضِ فاسد حاصل نہیں ہوگی۔(48)

ب۔ حلالہ کی ارادے سے نکاح کرنا:

احناف اور شافعیّہ کے ہاں حلالہ کی غرض سے بایں طور نکاح کرنا کہ عقد میں اس کی شرط نہ رکھی گئی ہو، کراہت کے ساتھ صحیح ہے کیونکہ اس میں عقد کی اکثر شرائط پائی جاتی ہیں۔ تاہم عورت تب ہی حلال ہوگی جب دوسرا

خاونداس کے ساتھ وطی کرے گا، کیوں کہ معاملات میں صرف نیّت کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔(49)

مالکیہ اور حنابلہ کے ہاں حلالہ کے ارادے سے کی گئی شادی، اگرچہ عقد میں شرط کے بغیر کی گئی ہو، باطل ہے کیوں کہ عقد کرنے والے دونوں افراد کو نکاح سے پہلے اس بات کا علم ہوتا ہے اور اسی ارادے سے وہ شادی کرتے ہیں، لہٰذا عورت پہلے خاوند کے لیے حلال نہیں ہوگی۔(50) اس سلسلے میں ان کی دلیل سدِّ ذرائع کے قاعدہ پر عمل اور نبی اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ اللہ نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لیے حلالہ کیا جا رہا ہے دونوں پر لعنت کی ہے۔(51)

سوءِ نیت کے تصوّر کا Malafide اور Malice کے تصوّرات سے موازنہ:

مغربی قانونی تصوّرات میں Malice اور Malafide کو بالعموم مترادف المعنی سمجھا جاتا ہے۔ ایک عدالتی فیصلے میں Malice کی وضاحت یوں کی گئی ہے کہ:

It is a disposition which impels injury to another without cause, from a spirit of revenge, or from personal gratification. All acts done with an evil disposition or unlawful motive with an intention to cause injury and without a lawful excuse may be characterised as malicious.(52)

(Malice) ایسا طرزِ عمل ہوتا ہے جو کسی دوسرے کے لئے ناحق ضرر کا باعث ہو، چاہے اس کا سبب انتقام کا جذبہ ہو یا ذاتی تسکین۔ ایسے تمام افعال جو بدنیتی یا غیر قانونی محرک پر مبنی ہوں اور جن کا مقصد ناحق ضرر رسانی ہو وہ Malice کہلائیں گے۔)

ایک عدالتی فیصلے میں Malafide کی وضاحت یوں کی گئی ہے:

Mala fides literally means in bad faith. Action taken in bad faith is usually action taken maliciously in fact, that is to say, in which the person taking the action does so out of personal motive either to hurt the person against whom the action is taken or to benefit oneself.(53)

(Mala fides) کا لغوی معنی ہے "بدنیتی پر مبنی۔" بدنیتی کی بنیاد پر بعض دفعہ ذاتی محرک کے پیشِ نظر آدمی کے لئے دوسرے کو نقصان یا اپنے کو فائدہ پہنچانا مقصود ہوتا ہے۔)

حکام اور اربابِ اختیار کو تحائف دینے میں بالعموم بدنیّتی کارفرما ہوتی ہے۔ ملکی قوانین میں رشوت کے سدِّ باب کے لیے سرکاری افسران کے تحائف لینے کی ممانعت اسی کے تحت کی گئی ہے۔ تعزیرات پاکستان دفعہ 161 میں ہے:

Whoever being or expecting to be public servant accepts or obtains, or agrees to accept, or attempts to obtain from any person, for himself or for any other persons any gratification whatever, other than legal remuneration as a motive or reward for doing or forbearing to do any official act or for showing or forbearing to show, in the exercise of his official functions, favour or disfavour to any person or for rendering or attempting to render any service or disservice to any person, with the central or any provincial Government or Legislature, or with any public servant, as such, shall be punished with imprisonment of either description for a term which may extend to three years, or with fine, or with both.(54)

"اگر کوئی سرکاری ملازم یا متوقع سرکاری ملازم اپنے لیے یا کسی دوسرے کیلئے قانونی معاوضہ کے علاوہ کسی قسم کا کوئی نذرانہ قبول کرتا ہے یا قبول کرنے پر رضامندی ظاہر کرتا ہے یا اسے حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے جس کا مقصد کوئی سرکاری کام کرنا یا کرنے سے منع کرنا ہو یا سرکاری فرائض کی انجام دہی میں کسی شخص کیلئے حمایت یا مخالفت کرنا ہو، چاہے یہ کام مرکزی یا صوبائی حکومت یا مقنّنہ کا ملازم یا کسی بھی طرح کے سرکاری ملازم سے سرزد ہو تو ایسے شخص کو تین سال تک قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں۔"

عہدِ رسالت مآب ﷺ میں عمّال کیلئے تحائف لینے کی ممانعت تھی۔(55) پھر عہدِ فاروقی میں بھی اس پر باقاعدہ عمل کیا گیا اور اس طرح کے تحائف والے سامان کو بیت المال میں داخل کروا دیا گیا۔(56)

حکومتی اہل کاروں کو ہدیہ دینا چونکہ ایک ایسا حیلہ ہے جس کے ذریعے رشوت کو بطور ہدیہ پیش کیا جاتا ہے تا کہ اس کے ذریعے غیر شرعی طریقے سے اپنی اغراض پوری کی جائیں اور یہ ایک ایسا ذریعہ اختیار کرنے کے مشابہ ہے جسے غیر حلال طریقے سے مال کمانے کے لیے اختیار کیا جاتا ہے، اس لیے یہ ممنوع ہے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت عبدالرحمٰنؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو بنوسلیم سے صدقات لینے کی ذمہ داری سونپی۔ جب وہ واپس آیا تو کہنے لگا کہ یہ تمہارے مال کا حساب ہے اور یہ میرے لیے ہدیہ ہے۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اپنے ماں باپ کے گھر جا کے کیوں نہیں بیٹھ جاتے اور دیکھتے کہ کیا تمہیں وہاں بھی کوئی ہدیہ لا کر دیتا ہے۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

''أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أَسْتَعْمِلُ الرَّجُلَ مِنْكُمْ عَلَى الْعَمَلِ مِمَّا وَلَّانِي اللَّهُ فَيَأْتِي فَيَقُولُ هَـذَا مَـالُـكُمْ وَهَذَا هَدِيَّةٌ أُهْدِيَتْ لِي أَفَلَا جَلَسَ فِي بَيْتِ أَبِيهِ وَأُمِّهِ حَتَّى تَأْتِيَهُ هَـدِيَّتُـهُ وَالـلَّـهِ لَا يَـأْخُـذُ أَحَـدٌ مِـنْـكُمْ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهِ إِلَّا لَقِيَ اللَّهَ يَحْمِلُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ''(57)

''میں نے تم میں سے ایک آدمی کو ایسے کام پر مامور کیا تھا جس کی ولایت اللہ نے میرے سپرد کی تھی تو اس نے کہا کہ یہ تم لوگوں کا مال ہے اور یہ وہ مال ہے جو مجھے ہدیہ میں دیا گیا ہے۔ کیا وہ اپنے باپ کے گھر بیٹھتا تو بھی لوگ اسے ہدیہ دیتے؟ اللہ کی قسم! تم میں سے جو کوئی بھی اپنے حق کے علاوہ کچھ لے گا تو قیامت والے دن وہ اس کا بوجھ اٹھائے ہوئے آئے گا۔''

خلاصہء کلام یہ ہے کہ شریعتِ اسلامیہ میں سوءِ نیت کے تصوّر کو جس قدر توسع کے ساتھ لیا گیا ہے اور اسے قضاء و دیانت دونوں حوالوں سے لیتے ہوئے اسے مکلّف کے جملہ افعال کے ساتھ متعلق کر دیا گیا ہے اس کی نظیر دنیا کے دیگر قوانین میں نہیں ملتی۔

حوالہ جات

1. الشافعی، محمد بن إدریس :مسند الشافعی، حدیث نمبر 8، 16
2. الْبَقَرَة(2): 284
3. دیکھئے الشاطبی، إبراھیم بن موسی :الموافقات فی أصول الفقه، 2/331، 333، 386
4. البخاری، ابو عبداللہ، محمد بن اسماعیل :صحیح البخاری، حدیث نمبر 1،

1/6، كتاب بدء الوحى، باب كيف كان بدء الوحى؛

صحیح بخاری میں دوسری جگہ یہ الفاظ آئے ہیں:

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَإِنَّمَا لِامْرِءٍ مَا نَوَى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ) البخارى، ابو عبدالله، محمد بن اسماعيل :صحيح البخارى، حديث نمبر 6689، 16/571، كتاب الْأَيْمَانِ وَالنُّذُورِ، بَاب النِّيَّةِ فِي الْأَيْمَانِ؛ مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيرى :صحيح مسلم، حديث نمبر3530، 10/13، كتاب الإمارة، باب قوله إنما الأعمال بالنية)

(اعمال کا دارومدار نیّتوں پر ہے اور ہر آدمی کے لیے وہی ہے جس کی اس نے نیّت کی۔ جس آدمی کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہو تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہی ہوگی اور جس آدمی کی ہجرت دنیا کی طرف ہو کہ وہ اسے حاصل کرلے یا کسی عورت کی طرف ہو کہ وہ اس سے شادی کرے تو اس کی ہجرت اسی (دنیا اور عورت) کی طرف شمار ہوگی جس کی اس نے نیّت کی ہے۔)

5 . السيوطى، جلال الدين، عبد الرحمن بن أبى بكر :الأشباه والنظائر، 8

6 . ابن نجيم، زَيْنُ العابدين بن إبراهيم :الأشباه والنّظائر على مذهب أبى حنيفة النّعمان، 24؛ النووى، محى الدين بن شرف :المجموع شرح المهذب، 1/36

7 . القرافى، أحمد بن إدريس:الذخيرة، 1/240

8 . السيوطى، جلال الدين، عبد الرحمن بن أبى بكر :الأشباه والنظائر، 1021؛ ابن نجيم، زَيْنُ العابدين بن إبراهيم :الأشباه والنّظائر على مذهب أبى حنيفة النّعمان، 24

9 . البخارى، ابو عبدالله، محمد بن اسماعيل :صحيح البخارى، حديث نمبر 1، 1/6، كتاب بدء الوحى، باب كيف كان بدء الوحى

10 ۔ سارے فقہی مسائل کا مرجع دراصل پانچ قواعدِ کلیہ ہیں۔1۔امور مقاصد سے وابستہ ہوتے ہیں2۔ضرر زائل کیا جاتا ہے3۔عادت فیصلہ کن ہوتی ہے4۔یقین شک سے ختم نہیں ہوتا5۔مشقت آسانی لاتی ہے۔

11 . ابن نجيم، زَيْنُ العابدين بن إبراهيم :الأشباه والنّظائر على مذهب أبى حنيفة النّعمان، 20

12 . ابن نجيم، زَيْنُ العابدين بن إبراهيم :الأشباه والنّظائر على مذهب أبى حنيفة النّعمان، 1/27

13 . لجنة مكونة من عدة علماء وفقهاء فی الخلافة العثمانية :مجلة الاحكام العدلية، 16، المادة (3)

14 ۔ معاملات متعلقہ خرید وفروخت، ہبہ، وقف، قرض، ضمان حوالہ، وکالت، قضا، اقرار، اجارہ، وصیت، طلاق، خلع، رجوع، ایلاء، ظہار، لعان، قسم، تہمت، وغیرہ طے کرتے وقت اگر صریح الفاظ استعمال کیے گئے ہوں تو اصل نیّت سے قطع نظر، صریح الفاظ کے مفہوم کو ہی معتبر سمجھا جائے گا۔ اگر کنایہ کے الفاظ استعمال کیےاوران الفاظ سے وہی مفہوم مراد لیا جو صریح الفاظ سے مراد ہوتا ہے تو ان پر صریح الفاظ ہی کا حکم لگایا جائے گا ورنہ نہیں۔(السیوطی، جلال الدین، عبد الرحمن بن أبی بکر :الأشباه والنظائر، 910؛ ابن نجیم، زَیْنُ العابدین بن إبراهیم :الأشباه والنّظائر علی مذهب أبی حنیفة النّعمان، 22،23)

15 . ابن نجیم، زَیْنُ العابدین بن إبراهیم :الأشباه والنّظائر علی مذهب أبی حنیفة النّعمان، 26

16 ۔ شافعیہ کے نزدیک تر کھجور اور انگور شراب یا نبیذ بنانے والے کے ہاتھ فروخت کرنا بایں صورت حرام ہے کہ جب یقین یا ظنِ غالب ہو کہ وہ اس سے شراب یا نبیذ بنائے گا۔اسی طرح باغی اور ڈاکو کے ہاتھ اسلحہ فروخت کرنا ناجائز ہے لیکن اِس نہی کی وجہ سے خرید وفروخت کا عقد باطل نہیں ہوگا۔دیکھئے :الخطیب الشربینی، محمد :مغنی المحتاج إلی معرفة ألفاظ المنهاج، 2/3738

17 ۔ وصی وہ ہوتا ہے جسے کسی شخص کی موت کے بعد اس کے مال واولاد کی حفاظت کی غرض سے تصرف کا اختیار دیا جاتا ہے۔(البرکتی، عمیم الإحسان :التعریفات الفقهية، 1/542)

18 . الزرقا، أحمد بن الشیخ محمد :شرح القواعد الفقهية، 5/43

19 . ابن نجیم، زَیْنُ العابدین بن إبراهیم :الأشباه والنّظائر علی مذهب أبی حنیفة النّعمان، 25

20 ۔ ادھار خرید وفروخت کی بعض شکلوں جیسے بیع عینہ یا بیع آجال میں درحقیقت خرید وفروخت کے معاہدے کو سود کے حلال کرنے کا حیلہ بنایا جاتا ہے۔اس سے یہ غرض نہیں ہوتی کہ کوئی چیز بیچی یا خریدی جائے، بلکہ یہ حرام کام کا دروازہ کھولنے کا حیلہ ہے اس لیے یہ ناجائز ہے۔

21 ۔ شراب کشید کرنے والے کے پاس انگور فروخت کرنا اور دشمنوں کے ہاتھ اسلحہ بیچنا اس لیے درست نہیں کہ یہ حرام کام پر تعاون ہے اور اللہ کی نافرمانی پر معاہدہ ہے جو صحیح نہیں۔

22 ۔ حلالہ کی نیت سے نکاح اس لیے درست نہیں کہ یہ نکاح کے بلند ترین مقاصد کے منافی ہے۔نکاح شریعت کی رو سے ایک دائمی معاہدہ ہے جس کا مقصد مستقل بنیاد پر خاندانی نظام کی تشکیل ہے، تاکہ پرسکون اور خوش گوار معاشرتی ماحول کی

نعمت میسر آئے۔ محدود وقت کے لیے نکاح کرنا اور یہ مقصد پیش نظر رکھنا کہ عورت پہلے شوہر کے لیے حلال ہو جائے، نکاح کے مقاصد کے منافی، دائمی حرمت ختم کرنے کا حیلہ اور ایک غیر شرعی ارادہ ہے۔

23 . ابن رشد، محمدبن أحمد :بداية المجتهد و نهاية المقتصد، 2/140؛ الحطاب الرُّعينى، شمس الدين، محمد بن محمد :مواهب الجليل، 4/263، 404؛ الشاطبى، إبراهيم بن موسى :الموافقات فى أصول الفقه، 2/261؛

24 . ابن رجب، عبد الرحمن بن أحمد، الحنبلى :القواعد، 322

25 . الحطاب الرُّعينى، شمس الدين، محمد بن محمد :مواهب الجليل، 4/254

26 . زين الدين، الرازى محمد بن أبى بكر :مختار الصحاح، 187

27 . الشاطبى، إبراهيم بن موسى :الموافقات فى أصول الفقه، 4/201

28 . ابن القيم، محمد بن أبى بكر، الجوزية :اعلام الموقعين، 3/341

29 . البقرة(2): 66-65

30 . غرم الله الفقيه :الحيل الفقهية، 1/9

31 . القلم(68): 20-17

32 . ابن تيمية تقى الدين احمد بن عبد الحليم :بيان الدليل، 69

33 . المدثر (74): 6

34 . القرطبى أبو عبد الله، محمد بن أحمد :الجامع لأحكام القرآن، 20/6

35 ۔ یعنی بیوی کا دوبارہ اس خاوند کی طرف لوٹ جانا جس نے اسے طلاق دی ہے۔

36 . الطبرانى، ابو القاسم، سليمان بن احمد:المعجم الكبير، حديث نمبر 11401، 9/425

37 . البخارى، ابو عبدالله، محمد بن اسماعيل :صحيح البخارى، حديث نمبر 1358، 2/284، كِتَاب الزَّكَاةِ، بَاب لَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ

38 . ابن القيم، محمد بن أبى بكر، الجوزية :اعلام الموقعين، 3/222

39 . حديث :قَاتَلَ اللَّهُ الْيَهُودَ، حُرِّمَتْ عَلَيْهِمِ الشُّحُومُ فَجَمَلُوهَا فَبَاعُوهَا، (البخارى، ابو عبدالله، محمد بن اسماعيل :صحيح البخارى، حديث نمبر 2223، 5/473، كِتَاب الْبُيُوعِ، بَاب لَا يُذَابُ شَحْمُ الْمَيْتَةِ وَلَا يُبَاعُ وَدَكُهُ؛)

مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيرى :صحيح مسلم، حديث نمبر 2661، 8/248،

كِتَاب الْمُسَاقَاةِ، بَاب تَحْرِيمِ بَيْعِ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ وَالْأَصْنَامِ

40 . الشاطبی، إبراهيم بن موسى :الموافقات فی أصول الفقه، 2/380؛ابن القيم، محمد بن أبی بكر، الجوزية :اعلام الموقعين، 3/161

41 . البقرة(2): 65

42 . حديث" :لا ترتكبوا ما ارتكبت اليهود فتستحلوا "أخرجه ابن بطة العكبری، عبيد الله بن محمد :جزء إبطال الحيل، 24

43. الترمذی، ابو عيسى، محمد بن عيسى :سنن الترمذی، حديث نمبر 1039، 4/419، كِتَاب النِّكَاحِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَاب مَا جَاءَ فِي الْمُحِلِّ وَالْمُحَلَّلِ لَهُ

44. ابن ماجه، محمد بن يزيد القزوينی :سنن ابن ماجه، حديث نمبر 1926، 6/61، كِتَاب النِّكَاحِ، بَاب الْمُحَلِّلِ وَالْمُحَلَّلِ لَهُ

45 . البيهقی، أحمد بن الحسين، أبو بكر :سنن البيهقی الكبرى، حديث نمبر12122، 6/142، كتاب إحياء الموات، باب مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيْتَةً لَيْسَتْ لأَحَدٍ وَلاَ فِي حَقِّ أَحَدٍ فَهِيَ لَهُ

46 . ابن الهمام، السيواسی :فتح القدير، 3/178؛ابن عابدين، محمد امين :حاشية رد المحتار على الدر المختار، 2/537؛الخطيب الشربينی، محمد :مغنی المحتاج إلى معرفة ألفاظ المنهاج، 3/182-183،293

47 . البقرة(2): 230

48 . وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية -الكويت :الموسوعة الفقهية الكويتية، 10/25

49 . وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية -الكويت :الموسوعة الفقهية الكويتية، 10/25

50 . وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية -الكويت :الموسوعة الفقهية الكويتية، 18/333

51. حديث :لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُحِلَّ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ، (الترمذی، ابو عيسى، محمد بن عيسى :سنن الترمذی، حديث نمبر 1039، 4/419، كِتَاب النِّكَاحِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَاب مَا جَاءَ فِي الْمُحِلِّ وَالْمُحَلَّلِ لَهُ)

52. AIR 1968 P H 406

53. PLD 1991 Karachi

54. The Minor Acts; 253-54

55 . البخاری، ابو عبدالله محمد بن اسماعیل :صحیح البخاری، حدیث نمبر 7174، 18/105، كِتَاب الْأَحْكَامِ، بَاب هَدَايَا الْعُمَّالِ

56 . السرخسی :المبسوط، 16/82

57 . البخاری، ابو عبدالله، محمد بن اسماعیل :صحیح البخاری، حدیث نمبر 6979، 17/420، كِتَاب الْحِيَلِ، بَاب احْتِيَالِ الْعَامِلِ لِيُهْدَى لَهُ؛ مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری :صحیح مسلم، حدیث نمبر 3414، 9/360، كِتَاب الْإِمَارَةِ، بَاب تَحْرِيمِ هَدَايَا الْعُمَّالِ

مصادرومراجع

1. القران الكريم

2 . ابن القيم، محمد بن أبی بكر، الجوزية :اعلام الموقعين، المحقق :طه عبد الرؤوف سعد، مكتبة الكليات الأزهرية، مصر، القاهرة، 1388هـ/1968م

3 . ابن الهمام، محمد بن عبد الواحد، السيواسی :فتح القدير، دار الفكر، بيروت، س.ن

4. ابن تيمية تقی الدين احمد بن عبد الحليم :بيان الدليل، تحقيق :محمد الأحمد، المكتبة العصرية للطباعة والنشر، 2007م

5 . ابن رجب، عبد الرحمن بن أحمد، الحنبلی :القواعد، مكتبة نزار مصطفی الباز، مكة المكرمة، 1999م

6 . ابن رشد، محمدبن أحمد :بداية المجتهد و نهاية المقتصد، مطبعة مصطفی البابی الحلبی وأولاده، مصر، الطبعة :الرابعة، 1395هـ/1975م

7 . ابن عابدين، محمد امين الشهير :حاشية رد المحتار علی الدر المختار، دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت، لبنان، 1415هـ/1995م

8 . ابن ماجه، محمد بن يزيد القزوينی :سنن ابن ماجه، مكتب المطبوعات الإسلامية، حلب، الطبعة :الثانية، 1406هـ/1986م

9 . ابـن نجيم، زَيْنُ العابدين بن إبراهيم :الأشباه والنّظائر علی مذهب أبی حنيفة النّعمان، دارالكتب العلمية، بيروت، 1400هـ/1980م

10 . البخاری، ابو عبدالله، محمد بن اسماعيل :صحيح البخاری، دار طوق النجاة الطبعة :

الاولى، 1422هـ

11. البركتى، عميم الإحسان :التعريفات الفقهية، دار الكتب العلمية، بيروت، 2003م

12. البيهقى، أحمد بن الحسين، أبو بكر :سنن البيهقى الكبرى،

13. الترمذى، ابو عيسى، محمد بن عيسى :سنن الترمذى، دار الدعوة استنبول، 1401هـ

14. الحطاب الرُّعينى، شمس الدين، محمد بن محمد :مواهب الجليل، دار الفكر، بيروت، لبنان، 1398هـ

15. الخطيب الشربينى، محمد :مغنى المحتاج إلى معرفة ألفاظ المنهاج، دار الفكر، بيروت، لبنان، س.ن

16. الزرقا، أحمد بن الشيخ محمد :شرح القواعد الفقهية، دار القلم، دمشق، 1409هـ/1989م

17. زين الدين، الرازى محمد بن أبى بكر :مختار الصحاح، المكتبة العصرية، الدار النموذجية ، 1420هـ/1999م

18. السيوطى، جلال الدين، عبد الرحمن بن أبى بكر :الأشباه والنظائر، دار الكتب العلمية، بيروت، 1403هـ/1982م

19. الشاطبى، إبراهيم بن موسى :الموافقات فى أصول الفقه، تحقيق :عبد الله دراز، دار المعرفة، بيروت، لبنان، س.ن

20. الشافعى، محمد بن إدريس :مسند الشافعى، دار الكتب العلمية بيروت، س.ن

21. الطبرانى، ابو القاسم، سليمان بن احمد :المعجم الكبير، مكتبة العلوم والحكم الموصل، الطبعة الثانية ، 1404هـ/1983م

22. غرم الله الفقيه :الحيل الفقهية،

23. القرافى، أحمد بن إدريس :الذخيرة، تحقيق :محمد حجى، دار الغرب، بيروت، لبنان، 1994م

24. القرطبى، أبو عبد الله، محمد بن أحمد :الجامع لأحكام القرآن، دار إحياء التراث العربى بيروت، لبنان، الطبعة :الثانية، 1405هـ/1985م

25. لجنة مكونة من عدة علماء وفقهاء فى الخلافة العثمانية :مجلة الاحكام العدلية، المحقق :

نجيب هواوينى، نور محمد، كارخانه تجارتِ كتب، آرام باغ، كراتشى

26. مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيرى :صحيح مسلم، دار السلام الرياض، 2002م

27. الـنـووى، محى الدين بن شرف :الـمـجـموع شرح المهذب، دار عالم الكتاب، بيروت، 1423هـ/2003م

28. وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية -الكويت :الموسوعة الفقهية الكويتية، دارالسلاسل، الكويت، الطبعة :الثانية، 1404هـ1427---هـ